حجاب، اسلام اور پاکستان

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلام دشمن قوتیں جب دلائل، واقعیت، حقیقت اور افادیت کی بنیاد پر اسلام کے خوبصورت نظام، اسلام کی حسین تہذیب وتمدن اور دل کو لبھانے والے اسلامی کلچر ومعاشرہ کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئیں تو انہوں نے الیکٹرانک میڈیا کی ایجاد کرکے اس سے دو کام لیے:

۱:- ایک تو اس کی افادیت کا اتنا چرچا اور شور وغوغا کیا کہ نظر بظاہر یہ میڈیا ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت ہی باور نہیں کرایا گیا، بلکہ کسی ریاست کا چوتھا ستون بھی قرار دلوا دیا گیا، جس کی بنا پر ہر ریاست، ہر حکومت، بلکہ ہر ملکی جماعت وادارہ اس کا دست نگر اور محتاج نظر آیا۔ میڈیا پر بھاری بھرکم سرمایہ کاری کرکے اپنی ڈھب، اپنی پسند، مادیت سے مغلوب، تعلیماتِ اسلام سے دور اور ملکی حیا وغیرت سے ناآشنا مرد وزن کو ترجیحی بنیادوں پر اس کے لیے منتخب کیا گیا جو اپنی طلاقتِ لسانی اور چرب زبانی کے بل بوتے پر سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید، صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح، جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز باور کرانے میں نہ صرف یہ کہ ماہر بلکہ ایکسپرٹ اور شیطان کو مات دینے والے ہوں۔ مزید یہ کہ میڈیا کے اربابِ بست وکشاد اور ان کے سرپرستوں نے میڈیا کے زور پر جس معاملے اور جس مسئلے کو حل کرانا چاہا، وہ نا صرف یہ کہ حل ہوا، بلکہ جس ملک اور اس میں جس پارٹی اور اس کے سربراہ سے اپنے مطلوبہ مقاصد کے حصول کی یقین دہانی اور سودے بازی میں مخلص اور قریب پایا، اس کو اقتدار دلوا دیا اور جس کو اپنے مقاصد اور پالیسیوں کے سامنے رکاوٹ محسوس کیا، اسے اقتدار سے نہ صرف یہ کہ باہر کرا دیا، بلکہ اسے چور، لٹیرا، بلکہ ملک کا غدار، قوم کا مجرم اور پتہ نہیں کیا کیا قرار دلوا دیا۔

۲:- دوسرا اس سے یہ کام لیا کہ اس کے ذریعہ اپنا متعفن وبدبودار کلچر اور اپنی ایسی غلیظ وگندی تہذیب جسے حیوان بھی دیکھ کر شرما جائیں، پوری دنیا میں پھیلا دی، جس کی سڑاند اور بدبو سے معطر ومنور،

صاف وشفاف اور پاک و پاکیزہ مسلم معاشرہ بہت حد تک آلودہ اور متاثر ہوا۔ رہی سہی کسر اس طرح پوری کی گئی کہ تعلیم کے نظام پر ''کوایجوکیشن سسٹم''، یعنی مخلوط نظامِ تعلیم متعارف کرا کر مرد وزن میں فطری اور خلقی شرم وحیا اور عفت وعصمت کو تار تار کر دیا گیا۔ اسی کا شاخسانہ ہے جو اِن تعلیم گاہوں سے فارغ ہوکر حکومتی نظام میں شامل ہوتا ہے، وہ اپنے ماتحت ادارہ اور نظام میں وہی کچھ کرنا اور دیکھنا چاہتا ہے جس میں اس کی پرورش اور تربیت ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں کوئی ادارہ یا وزارت اپنی مسلم عوام کی اقدار، تہذیب اور کلچر کو دیکھ کر کوئی اسلامی حکم نافذ بھی کرنا چاہے تو یہ میڈیا اور ملکی اداروں کو چلانے والی بیوروکریسی دونوں دیوار بن کر سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور ان کو اس وقت تک چین اور سکون نہیں آتا، جب تک وہ حکم واپس نہ لے لیا جائے۔

ہمارا ملک پاکستان اسلام کے نام پر بنا، لیکن آج ۷۲ سال ہوگئے، اس میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوسکا۔ بانیانِ پاکستان کے مخلص ساتھیوں نے قراردادِ مقاصد اور ان کے بعد پارلیمنٹ کے محبِّ وطن اراکین نے پاکستان کے آئین کو قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب اور مدوَّن کیا اور اس میں اسلامی حدود، ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت کو تحفظ فراہم کیا اور ایک اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے ادارہ بنایا، تاکہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی نظام کے سانچے میں ڈھالا جائے، لیکن آج تک اس ادارہ کی کسی ایک سفارش کو بھی قانون کی شکل نہیں ہونے دی گئی۔ ابھی حال ہی میں ''کے پی کے'' کے صوبائی محکمہ تعلیم نے صوبے میں لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کے لیے علاقائی کلچر کو سامنے رکھتے ہوئے والدین، اساتذہ اور عمائدین کی تجویز پر اسکولوں اور کالجوں کی سطح پر عبایا اور برقع کو طالبات کے ڈریس کوڈ کا حصہ بنانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تھا، تاکہ طالبات کو تعلیم کے لیے محفوظ ماحول میسر ہو اور والدین اپنی بچیوں کو اسکولوں اور کالجوں میں بھیجتے ہوئے روایتی خوف اور خدشات سے نکل کر سوچ سکیں، لیکن اس نوٹیفکیشن کے سامنے آتے ہی دین بیزار افراد اور میڈیا نے اس کے خلاف اتنا شور وغوغا کیا اور اس کی آڑ لے کر پردہ اور حجاب کے متعلق قرآنی حکم کے خلاف ایسا طوفانِ بدتمیزی برپا کیا، یوں لگتا ہے جیسے یہ ملک مسلمانوں کا نہیں، اس کی بنیاد اسلام کے نام پر نہیں، اس کا آئین اسلامی نہیں اور قرآن وسنت اس کا سپریم لاء نہیں، بلکہ یہ ملک کافروں کا اور کسی مغربی یونین کا رکن ملک ہے، جہاں مغربی تہذیب اپنی تمام آلودگیوں کے ساتھ ناچ رہی ہے، جس کو میڈیا اور بیوروکریسی پورا پورا ایندھن فراہم کررہی ہے، یہاں تک کہ اس ابلاغی دہشت گردی کے ذریعہ ہراساں کرکے ''کے پی کے'' کی حکومت کو فیصلہ واپس لینے پر مجبور کردیا، اس نوٹیفکیشن کا عکس یہ ہے:

OFFICE OF THE DISTRICT EDUCATION OFFICER (FEMALE) PESHAWAR.

OFFICER CIRCULAR:

All the heads of Govt: Girls Middle, High & Higher Secondary schools of District Peshawar are directed to properly follow school timings and instruct all the students to use Gown/Abaya or Chadar to veil/conceal/cover up their selves in order to protect them from any unethical incident. The matter may be treated as most urgent & important.

(SAMINA GHANI)
DISTRICT EDUCATION OFFICER
(FEMALE) PESHAWAR

Endst: No. 5671-5780 / Dated Peshawar the 16 / 09 /2019.

Copy forwarded for information to the:-

1. Director E&SE, Khyber Pakhtunkhwa Peshawar.
2. P.A to the Honorable Advisor to Chief Ministers E&SE, Khyber Pakhtunkhwa Peshawar.
3. All the Principle / Headmistress.
4. Office File.

16/09/19
DISTRICT EDUCATION OFFICER
(FEMALE) PESHAWAR

اور اس کا ترجمہ یہ ہے:

''دفتر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (فی میل) پشاور

آفیسر سرکولر

گورنمنٹ کے تمام گرلز مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری اسکولز آف ڈسٹرکٹ پشاور کے سربراہان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ تعلیمی اوقات کی پابندی کریں اور تمام طالبات کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ گون/ عبایا/ یا چادر استعمال کریں۔ پردہ، اپنے آپ کو چھپانے اور آستینوں کو ڈھانپنے کے لیے، تاکہ کسی غیر اخلاقی واقعہ سے حفاظت کی جاسکے، اس نہایت اہم حکم پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے۔

ثمینہ غنی

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (فی میل) پشاور

(16-09-19ء)''

حالانکہ پردہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

''یٰـأَیُّھَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ أَدْنٰی أَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَایُؤْذَیْنَ۔'' (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں، اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے۔''

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ''یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی

تھی۔اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیے۔‘‘

حضرت شاہ (عبدالقادر) صاحبؒ لکھتے ہیں: ’’یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں، بی بی ہے‘ صاحب ناموس۔ بدذات نہیں، نیک بخت ہے۔ تو بدنیت لوگ اس سے نہ اُلجھیں۔ گونگھٹ اس کا نشان رکھ دیا۔‘‘

شریعت کا مزاج یہ ہے کہ آزاد عورت بلاضرورت گھر سے باہر نہ جائے، جیسا کہ ’’وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ‘‘ اس پر دال ہے۔ اگر گھر سے باہر جانا ہی ہو تو باپردہ، نظروں کو جھکائے ہوئے اور اپنی زیب و زینت کو چھپائے ہوئے جایا کریں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔‘‘ (مشکوٰۃ: ۲۶۹، ط: قدیمی)

’’عورت سراپا ستر ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تانک جھانک کرتا ہے۔‘‘

اگر اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو اُسے فوراً ہٹالے اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

’’يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَکَ الْأُوْلٰی وَلَيْسَتْ لَکَ الْآخِرَةُ.‘‘ (مشکوٰۃ: ۲۶۹)

’’اے علی! اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو، پہلی تو بے اختیار ہونے کی بنا پر معاف ہے، مگر دوسری کا گناہ ہوگا۔‘‘

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون کے خط کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جائیں جو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ میں ’’پردہ‘‘ کے عنوان کے تحت نقل کیا ہے، جو حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہٗ کو موصول ہوا، اس میں وہ صاحبہ لکھتی ہیں:

’’لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو کر پختہ ہوگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان پردے کے خلاف ہے۔ یہ خیال اس کوٹ کی وجہ سے ہوا ہے جو حکومت کی طرف سے حج کے موقع پر خواتین کے لیے پہننا ضروری قرار دے دیا گیا ہے، یہ ایک زبردست غلطی ہے، اگر پہچان کے لیے ضروری تھا تو نیلا برقع پہننے کو کہا جاتا۔‘‘ ....

’’فلم کے پردے پر اسلام اور اسلامی شعائر کی اس قدر توہین و استہزاء ہو رہا ہے اور علمائے کرام تماشائی بنے بیٹھے ہیں، سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بدی کے خلاف‘ بدی کو مٹانے کے لیے اللہ کے اَحکام سنا سنا کر پیروی کروانے کا فریضہ ادا نہیں کرتے، خدا کے فضل و کرم سے پاکستان اور تمام مسلم ممالک میں علماء کی تعداد اتنی ہے کہ ملت کی اصلاح کے لیے کوئی دِقت پیش نہیں آسکتی۔ جب کوئی بُرائی پیدا ہو‘ اس کو پیدا ہوتے ہی کچلنا چاہیے، جب جڑ پکڑ جاتی ہے تو مصیبت بن جاتی ہے۔ علماء ہی کا فرض ہے کہ ملت کو بُرائیوں سے بچائیں، اپنے گھروں کو علماء رائج الوقت بُرائیوں سے بچائیں، اپنی ذات کو بُرائیوں سے دُور رکھیں، تاکہ اچھا اثر ہو۔ تعلیمی ادارے جہاں قوم بنتی ہے غیر اسلامی لباس اور غیر زبان میں ابتدائی تعلیم کی وجہ سے قوم کے لیے سودمند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث ہیں۔ معلّم اور معلّمات کو اسلامی عقائد اور طریقے

اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے، طالبات کے لیے چادر ضروری قرار دی گئی، لیکن گلے میں پڑی ہے، چادر کا مقصد جب ہی پورا ہوسکتا ہے جب معمر خواتین باپردہ ہوں، بچیوں کے ننھے ننھے ذہن چادر کو بارِ تصوّر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتی ہیں معلّمہ اور اس کی اپنی ماں گلی بازاروں میں سر برہنہ، نیم عریاں لباس میں ہیں تو چادر کا بوجھ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بے پردگی ذہنوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، ضرورت ہے کہ پردے کی فرضیت واضح کی جائے، اور بڑے لفظوں میں پوسٹر چھپواکر تقسیم بھی کیے جائیں۔‘‘ ....

’’جو اخبار ہاتھ لگے، دیکھئے! جلوۂ رقص ونغمہ، حسن وجمال، رُوح کی غذا کہہ کر موسیقی کی وکالت! کوئی نام نہاد عالم ٹائی اور سوٹ کو بین الاقوامی لباس ثابت کرکے اپنی شناخت کو بھی مٹا رہے ہیں، ننھے ننھے بچے ٹائی کا وبال گلے میں ڈالے اسکول جاتے ہیں، کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہیں جہاں غیروں کی نقل نہ ہو۔‘‘ .....

’’ہماری بدقسمتی، مسلم ممالک کی نکیل ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو ایمان بالمغرب میں اہلِ مغرب سے بھی دو قدم آگے تھے، جن کی تعلیم وتربیت اور نشو ونما خالص مغربیت کے ماحول میں ہوئی تھی، جن کے نزدیک دِین و مذہب کی پابندی ایک لغو اور لایعنی چیز تھی اور جنھیں نہ خدا سے شرم تھی، نہ مخلوق سے۔ یہ لوگ مشرقی روایات سے کٹ کر مغرب کی راہ پر گامزن ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے اپنی بہو، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں اور بیویوں کو پردۂ عفت سے نکال کر آوارہ نظروں کے لیے وقفِ عام کیا، ان کی دُنیوی وجاہت و اقبال مندی کو دیکھ کر متوسط طبقے کی نظریں للچائیں، اور رفتہ رفتہ تعلیم، ملازمت اور ترقی کے بہانے وہ تمام ابلیسی مناظر سامنے آنے لگے جن کا تماشا مغرب میں دیکھا جاچکا تھا۔ عریانی وبے حجابی کا ایک سیلاب ہے، جو لحظہ بہ لحظہ بڑھ رہا ہے، جس میں اسلامی تہذیب وتمدن کے محلات ڈُوب رہے ہیں، انسانی عظمت وشرافت اور نسوانی عفت وحیا کے پہاڑ بہہ رہے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سیلاب کہاں جاکر تھمے گا اور انسان، انسانیت کی طرف کب پلٹے گا؟ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ جب تک خدا کا خفیہ ہاتھ قائدینِ شر کے وجود سے اس زمین کو پاک نہیں کردیتا، اس کے تھمنے کا کوئی امکان نہیں۔‘‘ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸، ص:۴۰-۴۳)

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث نقل کی ہے:

’’عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ ؟ – فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ– فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ إِلٰی فَاطِمَۃَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہَا فَأَخْبَرَہَا بِذٰلِکَ، فَقَالَتْ: فَہَلَّا قُلْتَ لَہٗ خَیْرٌ لَّہُنَّ أَنْ لَّا یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَلَا یَرَوْنَہُنَّ. فَرَجَعَ فَأَخْبَرَہٗ بِذٰلِکَ، فَقَالَ لَہٗ: مَنْ عَلَّمَکَ ہٰذَا؟ قَالَ: فَاطِمَۃُ! قَالَ: إِنَّہَا بِضْعَۃٌ مِّنِّيْ. سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّہٗ قَالَ لِفَاطِمَۃَ: مَا خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ ؟ قَالَتْ: لَا یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَلَا یَرَوْنَہُنَّ، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّمَا فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّيْ.‘‘ (حلیۃ الاولیاء، ج:۲، ص:۴۰-۴۱)

ترجمہ: ’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: بتاؤ! عورت کے لیے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لیے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر یہ جواب آنحضرت ﷺ سے نقل کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہ نے۔ فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے نا۔ سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لیے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مرد اُن کو دیکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت ﷺ سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

آج میڈیا پر بے لباسی اور بے شرمی کے جو دلائل دیئے جا رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے خلاف جو کچھ کہا جا رہا ہے اس پر اظہارِ افسوس اور ''إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون'' پڑھنے کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ بس اتنا کہہ سکتے ہیں کہ شرم وحیا عورت کی زینت اور پردہ اس کی عزت وعصمت کا نگہبان ہے۔ سب سے پہلی ذمہ داری ہماری خواتین، ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی ہے کہ شریعتِ اسلامی کے پردہ اور حجاب کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو ازواجِ مطہرات اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنا آئیڈیل بنائیں۔

۲:- دوسری ذمہ داری والدین، بھائیوں، شوہروں اور بیٹوں کی ہے کہ جو چیز اسلامی غیرت کے خلاف ہے، اسے برداشت نہ کریں، بلکہ اس کی اصلاح کے لیے فکرمند ہوں۔ حدیث میں آتا ہے:

''حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں، جب ایک جاتا ہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔''

۳:- تیسری ذمہ داری معاشرہ کے برگزیدہ اور معزز افراد کی ہے کہ اس بے پردگی اور طغیانی کے خلاف جہاد کریں اور اپنے اثر ورسوخ کی پوری طاقت کے ساتھ معاشرے کو نکالنے کی فکر کریں۔

۴:- چوتھی ذمہ داری حکومت کی ہے کہ اس کے انسداد کے لیے عملی اقدامات کرے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارا معاشرہ ملعون اور اخلاق باختہ قوموں کی روش پر چل نکلا ہے۔ وضع، قطع، نشست وبرخاست اور طور وطریق سب بدکردار وبداطوار قوموں کے اپنائے جا رہے ہیں۔ اگر اس خوفناک ذلت وگراوٹ اور شر وفساد کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی گئی تو اندیشہ اس بات کا ہے کہ خدانخواستہ اس قوم پر قہرِ الٰہی نازل نہ ہو، نعوذ باللّٰہ من ذٰلک۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تمام اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو مغربی تہذیب کے زہریلے اثرات سے محفوظ فرمائے اور آخرت میں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے، آمین، **إن أرید إلا الإصلاح ما استطعت وما توفیقی إلا باللّٰہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب.**